دستورِ جماعت اسلامی
کا تنقیدی جائزہ
https://t.me/faizanealahazrat
امام المناظرین مفسرِ قرآن
حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ دتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
ادارہ اشاعت العلوم

دستورِ جماعتِ اسلامی

کا

تنقیدی جائزہ

اس رسالہ میں "دستورِ جماعتِ اسلامی" کی عبارتوں سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ قرآن وحدیث کا انکار کیے بغیر کسی شخص کو "جماعتِ اسلامی" کی رکنیت نہیں مِل سکتی۔

اَز قلم:

امام المناظرین حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر

ادارہ اشاعت العلوم وسن پورہ۔ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہ
وَ عَلٰی آلِکَ وَ اَصۡحَابِکَ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہ

نام کتاب: دستورِ جماعتِ اسلامی کا تنقیدی جائزہ

مصنف: امام المناظرین حضرت علامہ مولانا
صوفی محمد اللہ دِتا نقشبندی، قادری مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تعداد: دو ہزار

تاریخ اشاعت: شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ
مطابق جون ۲۰۱۳ء

شرفِ اشاعت: ادارہ اشاعت العلوم وسن پورہ، لاہور

ہدیہ:

ادارہ اشاعت العلوم
جامع مسجد صوفی صاحب والی وسن پورہ، لاہور

حصہ اوّل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ۔

جملہ ارکین جماعت اسلامی دستور" جماعت اسلامی" کے پابند ہیں اور جو جماعت کے دستور کا پابند نہ ہو۔ وہ "جماعت اسلامی" کی رکنیت حاصل نہیں کرسکتا۔ اگرچہ دستور میں کوئی بات کتنی ہی گھناؤنی کیوں نہ ہو۔ اور خواہ دینِ اسلام میں اس کا نام و نشان تک نہ پایا جاتا ہو۔ رکن کو پابندی لازم ہے۔

دستور جماعت اسلامی میں مودودی صاحب لکھتے ہیں:

"رسولِ خدا کے سوا کسی انسان کو معیارِ حق نہ بنائے۔ کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو" [1]

---

[1] ترجمان القرآن، ربیع الاول ۱۳۶۰ھ جلد ۱۸ صفحہ ۱۷۹ سطر نمبر ۱۳ و ۱۴

اگرچہ پوری اُمّتِ مسلمہ مرحومہ کو مودودی صاحب کے اس دستوری حکم سے اتفاق نہیں [1] لیکن اتنا تو ضرور ثابت ہو گیا کہ مودودی صاحب کو معیارِ حق سمجھنا، تنقید سے بالاتر یقین کرنا اور اس کی ذہنی غلامی میں مبتلا ہونا (بقول مودودی صاحب) سراسر خلاف اسلام ہے لہذا پوری جماعت اسلامی کو اپنے اسلام کا فکر کرنا چاہیئے کیونکہ مودودی صاحب کے مداحوں کی زبان پر یہ جملہ تو ہر وقت رہتا ہے کہ "مودودی صاحب بین الاقوامی عالم ہیں۔ ان کی بات کو سمجھنا ہر آدمی کا کام نہیں"

ناظرین خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا یہ بات کہنا مودودی صاحب کو معیارِ حق اور تنقید سے بالاتر سمجھنا اور اس کی ذہنی غلامی میں مبتلا ہونا نہیں تو اور کیا ہے ؟

اس مختصر تمہید کے بعد اب اصل مقصد کی طرف آیئے۔ وہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث کا انکار کئے بغیر کوئی شخص جماعت اسلامی کا رُکن نہیں بن سکتا،

ثبوت ملاحظہ ہو۔ مودودی صاحب لکھتے ہیں :

دستورِ اسلامی

عقیدہ

جماعتِ اسلامی کا بنیادی عقیدہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

[1] اس بات پر انشاءاللہ ایک مستقل رسالہ میں بحث کی جائے گی۔

ہے یعنی صرف اللہ ہی ایک الٰہ ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ، اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ۔

تشریح

اس عقیدے کے پہلے جز یعنی اللہ کے واحد ہونے اور کسی دوسرے کے الٰہ نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ زمین و آسمان اور جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب کا خالق ، پروردگار ، مالک ، مدبر اور حاکم صرف اللہ ہے ان میں سے کسی حیثیت میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں ہے اس حقیقت کو جاننے اور تسلیم کرنے سے لازم آتا ہے کہ

۱۔ انسان اللہ کے سوا کسی کو ولی و کارساز ، حاجت روا اور مشکل کشا فریادرس ، حامی و ناصر نہ سمجھے کیونکہ کسی دوسرے کے پاس کوئی اقتدار ہی نہیں ہے ۔

۲۔ اللہ کے سوا کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے والا نہ سمجھے ۔ کسی سے تقویٰ اور خوف نہ کرے ۔ کسی پر توکل نہ کرے کسی سے امیدیں وابستہ نہ کرے کیونکہ تمام اختیارات کا مالک وہی اکیلا ہے ۔

۳۔ اللہ کے سوا کسی سے دُعا نہ مانگے کسی کی پناہ نہ ڈھونڈے کسی کو مدد کے لیے نہ پکارے کسی کو خدائی انتظامات میں ایسا دخیل اور زور آور نہ سمجھے کہ اس کی سفارش سے قضائے الٰہی ٹل سکتی ہو کیونکہ خدا کی سلطنت میں سب بے اختیار رعیت ہیں ۔ خواہ

وہ فرشتے ہوں یا انبیاء اولیاء۔

۴۔ اللہ کے سوا کسی کے آگے سر نہ جھکائے کسی کی پرستش نہ کرے، کسی کو نذر نہ دے کسی کی نیاز مندی نہ اختیار کرے۔کیونکہ تنہا وہی عبادت کا مستحق ہے۔

۵۔ اللہ کے سوا کسی کو بادشاہ مالک الملک، مقتدر اعلیٰ نہ تسلیم کرے کسی کو با اختیار خود حکم دینے اور منع کرنے کا مجاز نہ سمجھے۔کسی کو شارع اور قانون ساز نہ مانے اور ان تمام اطاعتوں کو قبول کرنے سے انکار کر دے جو ایک اللہ کی اطاعت کے ماتحت اور اس کے قانون کی پابندی میں نہ ہوں کیونکہ اپنے ملک کا ایک ہی جائز مالک اور اپنی خلق کا ایک ہی جائز حاکم اللہ ہے اس کے سوا کسی کو مالکیت اور حاکمیت کا حق نہیں پہنچتا۔[۱]

(مودودی صاحب کی عبارت تمام ہوئی)

کلمہ طیبہ

کلمہ طیبہ کی تشریح کا بیشتر حصہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک پوری دنیائے اہل سنت میں سے کسی نے بھی یہ تشریح نہیں کی۔لیجئے

[۱] ترجمان القرآن ربیع الاول ۱۳۶۰ھ جلد ۱۸ دستور جماعت اسلامی ص۱۷ و ص۱۸

ملاحظہ فرمایئے۔

سب سے پہلے قارئین حضرات یہ بات خوب ذہن نشین کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات حقیقی ذاتی ہیں کسی کی عطا نہیں۔ اور مخلوق میں جتنی صفات پائی جاتی ہیں وہ سب کی سب عطائی ہیں۔ کسی کی ذاتی نہیں۔

مثلاً۔ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے انسان بھی سمیع و بصیر ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا سمیع و بصیر ہونا حقیقی ذاتی ہے اور انسان کے متعلق فرمایا گیا ہے۔

جَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا۔

لہذا انسان کا سمیع و بصیر ہونا عطائی ہے۔

اللہ تعالیٰ صفت الوہیت میں ہی واحد ہے کیونکہ یہ ہی ایک ایسی صفت ہے کہ کسی مخلوق میں کسی حیثیت سے بھی نہیں پائی جا سکتی نہ حقیقی ذاتی نہ عطائی۔

اور مجازاً بھی لفظ الٰہ کا اطلاق مخلوق کے کسی بھی فرد پر نہیں ہو سکتا معبودیت کے علاوہ جو صفات مودودی صاحب نے شمار کی ہیں۔ حقیقی اور ذاتی طور پر تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ان سے متصف ہے۔ لیکن عطائی اور مجازی طور پر اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے بھی ان سے متصف ہیں۔

مودودی صاحب چونکہ بین الاقوامی مولوی ہیں۔ لہذا ان کے علم

کا خزانہ اس مذکورہ تقسیم سے بالکل خالی ہے۔ ورنہ علی الاطلاق یہ احکام جاری کر کے اپنی جماعت کے ایمان میں خلل نہ ڈالتے۔

مودودی صاحب نے چھ جلدیں قرآن مجید کی تفسیر لکھ کر اس کا نام "تفہیم القرآن" رکھ دیا۔ حالانکہ یہاں تو افہام ہی مفقود ہے اور تفہیم کیسی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جس مقام پر بھی اپنے متعلق واحد یا اَحَد کا لفظ استعمال فرمایا ہے وہاں ساتھ لفظ اللہ ہے۔ یا لفظ الٰہ ہے باقی کسی صفت کے ساتھ احد یا واحد کا استعمال نہیں فرمایا۔

اب ہم جماعت اسلامی کے بنیادی عقائد کو قرآن وحدیث کی کسوٹی پر رکھ کر پرکھتے ہیں۔

قرآن مجید کا ارشاد	مودودی صاحب کا عقیدہ
اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؎۱ ترجمہ: تمہارے ولی صرف اللہ اور اس کا رسول اور اولیاء کرام ؎۲ ہیں۔	انسان اللہ کے سوا کسی کو ولی و کارساز حاجت روا اور مشکل کشا، فریادرس اور حامی و ناصر نہ جانے۔

؎۱ پ۶ المائدہ آیت ۵۵ ؎۲ نوٹ: اٰمَنُوْا کا ترجمہ اولیاء کرام اس لیے

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اھلِ علم پر یہ بات بالکل واضح ہے کہ کارساز، حاجت روا مشکل کشا، فریاد رس، حامی و ناصر یہ الفاظ بظاہر اگرچہ مختلف ہیں، لیکن ان کا مدلول اور مفہوم ایک ہی ہے اور لفظ "ولی" ان سب کو شامل ہے کیونکہ ولی کا معنیٰ لغوی طور پر دوست اور مددگار ہے۔

اَلْوَلِیُّ : اَلْمُحِبُّ وَالصَّدِیْقُ وَالنَّصِیْرُ۔ [1]

یعنی ولی کا معنیٰ محبّت رکھنے والا۔ دوست، مددگار۔

شاہ عبد القادر محدّث دہلوی نے ولی کا معنیٰ کارساز ہی کیا ہے۔

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

"اے ایمان والو اللہ اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء تمہارے ولی، مددگار، کارساز، فریاد رس حامی و ناصر ہیں۔" [2]

لیکن مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ

"انسان اللہ کے سوا کسی کو ولی، مددگار، کارساز، فریاد رس حامی و ناصر نہ سمجھے۔"

لہٰذا یہ قرآن مجید کی نص صریح کا انکار ہے۔

بقیہ حاشیہ: کیا گیا ہے کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی مومن کی فضیلت بیان ہوئی ہے وہاں پر مومن کامل ہی مراد ہے۔

[1] قاموس جلد ۴ صفحہ ۴۰۴ [2] موضح القرآن صفحہ ۱۳۵ سطر ۱۷

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا عقیدہ

اب امیر المؤمنین سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں:۔

حدیث شریف میں ہے:۔

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ کَانَ عُمَرُ یَتَعَوَّذُ بِاللّٰہِ مِنْ مُعْضِلَۃٍ لَیْسَ فِیْھَا اَبُوْحَسَنٍ [۱]

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ مشکلات میں اللہ کی پناہ پکڑتے تھے جس وقت حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ پاس نہ ہوتے۔

مولانا ابو الحسن حسن کاکوروی لکھتے ہیں:

"حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دُعا مانگا کرتے تھے کہ الٰہی ایسا نہ ہو کہ کوئی مشکل آپڑے اور علی ابن ابی طالب میرے پاس نہ ہوں یہاں سے ظاہر ہے کہ علی مرتضٰی کا لقب "مشکل کشا" حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کلام سے نکالا گیا ہے جس کا ظہور اب تک چلا آتا ہے۔" [۲]

---

[۱] طبقات ابن سعید جلد ۲ صد ۳۳۹ [۲] تفریح الاذکیا جلد ۲ صد ۳۸۵

اب سوال یہ ہے کہ اگر کسی کو مشکل کشا سمجھنا کلمہ طیبہ کے لوازمات کے خلاف ہے جیسا کہ مودودی صاحب نے لکھا ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا فیصلہ ہوگا؟

(نعوذ باللہ من دستور جماعت اسلامی)

سنہ ۱۹۶۵ء کی جنگ لڑنے والے فوجی میدان جنگ میں یا علی کا نعرہ ہی لگاتے تھے اور ان فوجیوں سے آج بھی دریافت کیا جا سکتا ہے کہ یا علی کے نعرے کا کیا اثر پڑتا ہے۔ اس نعرے کا اثر یہ پڑتا تھا کہ مخالف سب کچھ میدان میں چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے۔

کیا مودودی صاحب ان فوجی جوانوں پر بے ایمان ہونے کا فتویٰ صادر کر سکتے ہیں جو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا سمجھ کر آپ کا نعرہ لگاتے تھے۔

قرآن مجید	مودودی صاحب
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔	اللہ کے سوا کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے والا نہ سمجھے۔

(۱) بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ [۱]

ترجمہ: مسلمانوں پر کمال مہربان۔

(۲) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ [۲]

[۱] سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۲۸

[۲] سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۷

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

(۳) لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا ۔ ؎1

ترجمہ: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

کیا کسی ایماندار کا یہ نظریہ ہو سکتا ہے کہ رؤف و رحیم اور رحمۃ للعالمین کی ذاتِ مقدسہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نفع نہیں اور وہ نعمتِ عظمیٰ جس کا احسان جتلایا گیا ہے بالکل بیکار ہے۔

عارفِ صاوی کی تشریح

عارفِ صاوی حاشیہ جلالین شریف میں لکھتے ہیں:

مَنْ زَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاٰحَادِ النَّاسِ لَا يَمْلِكُ شَيْئًا اَصْلًا وَلَا نَفْعَ بِهٖ لَا ظَاهِرًا وَّلَا بَاطِنًا فَهُوَ كَافِرٌ ۔ ؎2

جس کا یہ گمان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عام انسانوں کی مانند ہیں بالکل کسی چیز کے مالک نہیں اور نہ ہی ان سے ظاہری و باطنی کوئی نفع ہے وہ مسلمان نہیں۔

؎1 سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۴ ؎2 تفسیر صاوی شریف جلد ۱ ص ۱۵۸

الزامات کلمہ طیبہ میں مودودی صاحب نے جو لکھا ہے کہ
"کسی سے امیدیں وابستہ نہ کرے کیونکہ تمام اختیارات کا مالک وہی اکیلا ہے"۔
میں کہتا ہوں کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور تمام ایمانداروں کی امید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تو یہ امید لگائے ہوئے ہیں کہ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم روزِ حشر اُن کے حق میں گواہی دے کر اُن کو بری الذمہ کریں گے اور تمام مومنین یہ امید وابستہ کئے ہوئے ہیں کہ روزِ حشر ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے ضرور ضرور شفاعت فرمائیں گے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام اور مومنین کی اس مذکورہ اُمید کی وابستگی کا انکار سوائے جاہل اور گمراہ کے کسی کو بھی نہیں ہے۔ ہاں البتہ یہ ضرور ہے کہ کافروں اور منافقوں کو آپ سے کوئی امید وابستہ نہیں ہے۔

مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ:
"اللہ کے سوا کسی سے دُعا نہ مانگے"۔

جواب:-

اہلِ علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ دُعا مانگنے کا معنیٰ سوال کرنا ہے عربی کی کوئی بھی لغت اٹھا کر دیکھ لیا جائے۔ لہذا مودودی صاحب

کا فرمان یہ معنی رکھتا ہے کہ اللہ کے سوا انسان کسی سے کوئی سوال نہ کرے یعنی کسی سے کچھ نہ مانگے اگر مودودی صاحب کا یہ قول صحیح اور دُرست ہے اور ان کا اپنے فرمان کے مطابق عقیدہ بھی دُرست ہے تو یہ بتائیں کہ ہر سال "جماعت اسلامی" والے لوگوں سے قربانی کی کھالیں کیوں مانگتے ہیں یہ بات کوئی چھپی ہوئی نہیں ہر سال اشتہاروں کے ذریعے عوام سے کھالوں کا سوال کیا جاتا ہے۔ کیا اس وقت اللہ کا الٰہ واحد ہونا بھول جاتا ہے اور کلمہ طیبہ کی تشریح ذہن سے نکال دی جاتی ہے اگر ایسا نہیں تو کیا عوام "جماعت اسلامی" کے نزدیک اللہ ہی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ میرا خیال ہے مودودی صاحب اس کا جواب تا زندگی نہیں دے سکیں گے کسی سے سوال کرنے کے متعلق ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف ایک ارشاد نقل کر دیتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ الْفِرَاسِيِّ اَنَّ الْفِرَاسِيَّ قَالَ قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْئَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَاِنْ كُنْتُ لَابُدَّ فَاسْئَلِ الصَّالِحِيْنَ۔ [1]	ابن فراسی اپنے باپ فراسی سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی میں سوال کر لیا کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ اور اگر مانگے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو صالحین سے مانگ۔

[1] مشکوٰۃ شریف صـ۱۶۳

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو صالحین سے سوال کرنے کی اجازت فرما رہے ہیں۔ اور مودودی صاحب کہتے ہیں اللہ کے سوا کسی سے نہ مانگنا چاہیئے۔

"کلمہ طیّبہ کے لوازمات میں مودودی صاحب نے فرمایا ہے:

"کسی کی پناہ نہ ڈھونڈے"

جواب

ہمارا تو پہلے ہی سے یہ جزم ہے کہ نام نہاد جماعت اسلامی کے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔ باقی رہی امتِ محمدیہ ان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے:

اَنَا فِئَۃُ الْمُسْلِمِیْنَ [1]

شارحین نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا ہے:

اَیْ مَلْجَأُھُمْ [2]

یعنی ایمانداروں کی جائے پناہ

لہٰذا تمام اہلِ اسلام کا سوائے ابن عبدالوہاب کی ذُریّت کے

---

[1] ابوداؤد شریف ص ۲۵۵ جلد ۱ [2] بذل المجہود جلد ۴ ص ۲۴۶

یہ عقیدہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے لیے جائے پناہ ہیں اور قرآن کریم بڑے زور شور سے مسلمانوں کے اس عقیدے کی شہادت دے رہا ہے۔ فرماتا ہے:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ [1]

ترجمہ: اے محبوب! آپ کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ لوگوں کو عذاب دینے والا نہیں ہے۔

قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اعلان نبوت سے لے کر قیامت تک جو عذاب استیصال [2] نہ کبھی آیا ہے اور نہ ہی آئے گا اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مخلوق حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں ہے۔

مودودی صاحب کا کہنا کہ

"کسی کو خدائی انتظامات میں ایسا دخیل اور زور آور بھی نہ سمجھے کہ اس کی سفارش سے قضائے الٰہی ٹل سکتی ہو کیونکہ خدا کی سلطنت میں سب بے اختیار رعیت ہیں خواہ وہ فرشتے ہوں یا انبیاء واولیاء۔"

میں کہتا ہوں کہ

مودودی صاحب! جو شخص زور آور ہوتا ہے وہ سفارش نہیں کرتا

---

[1] پ۹ انفال آیۃ ۳۳ [2] یعنی ایسا عذاب جس سے اللہ تعالیٰ بے ایمانوں کی بیخ کنی کر دیتا ہے۔

بلکہ اپنی زور آوری کی بناء پر حکم دیتا ہے۔
سفارش تو حاکم کے ساتھ تعلقات کی بناء پر ہوتی ہے وہ بھی صرف محبوبانہ تعلق ہی ہے۔
مسلمان کسی کو ایسا زور آور نہیں سمجھتے جیسا کہ مودودی صاحب کا خیال ہے بلکہ اہل اسلام کا تو یہ عقیدہ ہے کہ محبوبان و مقبولانِ بارگاہ خداوندی کی سفارش ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے قضائے الٰہی ٹل سکتی ہے۔
لیجئے حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے:
جب آدم علیہ السلام کے سامنے آپ کی اولاد پیش کی گئی تو آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو دیکھ کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کی۔

حدیث نمبر ۱: اَیْ رَبِّ کَمْ جَعَلْتَ عُمُرَہٗ قَالَ سِتِّیْنَ سَنَۃً۔ قَالَ رَبِّ زِدْہُ مِنْ عُمُرِیْ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً فَلَمَّا انْقَضٰی عُمُرُ اٰدَمَ اِلَّا اَرْبَعِیْنَ جَاءَہٗ مَلَکُ الْمَوْتِ فَقَالَ اٰدَمُ اَوَلَمْ یَبْقَ مِنْ عُمُرِیْ اَرْبَعُوْنَ سَنَۃً؟ قَالَ اَوَلَمْ تُعْطِہَا ابْنَکَ دَاوٗدَ۔ [۱]

اے میرے رب داؤد کی کتنی عمر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ساٹھ سال۔ آدم نے کہا اے میرے رب میری عمر سے اسے چالیس سال اور عطا فرما جب آدم علیہ السلام کی عمر کے چالیس سال باقی رہ گئے تو ملک الموت آموجود ہوئے آدم نے کہا کیا ابھی میری عمر کے چالیس سال باقی نہیں؟ فرشتہ نے کہا کیا آپ نے

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ص۲۳

یہ چالیس سال اپنے بیٹے داؤد کو نہیں دے دیئے تھے۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ مقبولان بارگاہِ خداوندی کی سفارش سے قضائے الٰہی ٹل جاتی ہے قضائے الٰہی میں آدم علیہ السلام کی جتنی عمر تھی آپ کی سفارش سے چالیس سال کم ہو کر داؤد علیہ السلام کی چالیس سال عمر بڑھ گئی۔

حدیث نمبر ۲

عَنْ يَحْيٰى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ لَبِيْبَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ دَعَا سَعْدُ ابْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ فَقَالَ يَا رَبِّ اِنَّ لِيْ بَنِيْنَ صِغَارًا فَاَخِّرْ عَنِّي الْمَوْتَ حَتّٰى يَبْلُغُوْا فَاَخَّرَ عَنْهُ الْمَوْتَ عِشْرِيْنَ سَنَةً اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرَ[1]

یحییٰ بن عبد الرحمٰن بن لبیبہ سے انہوں نے اپنے باپ سے اور ان کے باپ نے ان کے دادا سے روایت کی ہے کہ کہا کہ سعد نے دُعا کی اور یہ کہا اے میرے رب میرے لڑکے چھوٹے چھوٹے ہیں میری موت میں اتنی تاخیر کر کہ وہ بالغ ہو جائیں اللہ تعالیٰ نے اس کی موت میں بیس سال تاخیر کر دی۔

---

[1] خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۶۶

کیا اب بھی کوئی سچا مسلمان یہ عقیدہ رکھے گا کہ مقبولان بارگاہ خداوندی کی سفارش سے قضائے الٰہی نہیں ٹل سکتی۔

مودودی صاحب کا قول کہ

"کسی کو نذر نہ دے کسی کی نیازمندی اختیار نہ کرے"۔

میں کہتا ہوں کہ

نذر دینے کے لغوی معنی پیشکش اور تحفہ دینا ہے[1]

اور نیازمندی کا معنی ہے محتاجی[2]

لہذا مودودی صاحب کے قول کا معنیٰ یہ ہوا کہ کسی کو تحفہ و نذرانہ نہ دے اور کسی کا محتاج نہ بنے

پہلی بات کہ

"کسی کو نذرانہ تحفہ نہ دے"

کی تردید از روئے قرآن مجید

یا ایھا الذین امنوا اذا اے ایمان والو۔ جب تم رسول اللہ

---

[1] فیروز اللغات ص۹۲۴ [2] فیروز اللغات ص۵۲۳

فَاِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً[1] صلی اللہ علیہ وسلم سے مناجات کا ارادہ کرو تو پہلے کچھ بطورِ نذرانہ پیشِ خدمت کر دیا کرو۔

اگرچہ اس حکم کی فرضیت ختم ہو چکی ہے تاہم استحباب[2] تا قیامت باقی ہے اور اس پر اہلِ سنت و جماعت کا پورا پورا عمل ہے۔ اپنے بزرگوں سے ملاقات کے وقت حسبِ توفیق نذرانہ ضرور پیش کرتے ہیں اور اس کی سند یہ ہی مذکورہ بالا آیت مبارکہ ہے۔

مودودی صاحب کی دوسری بات کہ

"اپنے کو کسی کا محتاج نہ سمجھے" کا رد

میں کہتا ہوں کہ اس بات کی تردید میں قرآن و سنت کے دلائل نقل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں یہ ایک بدیہی بات ہے کہ صحابہ کرام حصولِ ہدایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج تھے۔

ان کے بعد ہر پیچھے آنے والا حصولِ ہدایت میں اپنے پہلوں کا محتاج رہا ہے۔ کیونکہ دینِ اسلام ایک متوارث دین ہے بعد میں آنے

---

[1] پ۲۸ المجادلہ آیت نمبر ۱۲ [2] شریعت میں پسند کرنا

والوں میں سے جس نے بھی پہلوں کی نیاز مندی کو ترک کیا تو اس دور کے لوگوں نے دیکھ لیا کہ وہ گمراہ ہی مر گیا اسے ہدایت نصیب نہ ہو سکی۔

مودودی صاحب کا قول کہ

اللہ کے سوا کسی کو بادشاہ، مالک الملک، مقتدر اعلیٰ تسلیم نہ کرے کسی کو با اختیار خود حکم دینے اور منع کرنے کا مجاز نہ سمجھے کسی کو شارع اور قانون ساز نہ مانے اور ان تمام اطاعتوں کو قبول کرنے سے انکار کر دے جو ایک اللہ کی اطاعت کے ماتحت اور اس کے قانون کی پابندی میں نہ ہوں کیونکہ اپنے ملک کا ایک ہی جائز مالک اور اپنی خلق کا ایک ہی جائز حاکم اللہ ہے اس کے سوا کسی کو مالکیت اور حاکمیت کا حق نہیں پہنچتا۔

میں کہتا ہوں کہ

قرآن مجید اور احادیث پاک مذکورہ بالا باتوں کو قبول نہیں کرتے بلکہ ان کی تردید کرتے ہیں۔ لیجئے سنیئے۔

آیت نمبر ۱

قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ	آپ کہہ دیں اے اللہ تو ملک کا
الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ	مالک ہے جسے چاہے تو ملک

مَنْ تَشَآءُ ۔ ؎ | عطا کرتا ہے۔

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ حقیقی طور پر مالک الملک ہے اور جسے چاہے وہ ملک عطا کرتا ہے اور جسے وہ عطا کرتا ہے وہ بھی عطائی طور پر مالک ہوتا ہے۔

اولادِ ابراہیم علیہ السلام کے ملک عظیم کا ذکر

آیت نمبر ۲

فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا ۔ ؎	بے شک ہم نے اولادِ ابراہیم (علیہ السلام) کو کتاب اور حکمت عطا کی اور ان کو ملک عظیم عطا کیا۔

حضرت طالوت علیہ السلام کی بادشاہی کا ذکر

آیت نمبر ۳

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ۔ ؎	بے شک اللہ نے طالوت کو تم پر بادشاہ بنا کر بھیجا۔

آیت نمبر ۴

اِنَّ اٰیَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ	بے شک طالوت کی سلطنت

؎ آلِ عمران آیت نمبر ۲۶ ؎ پ ۵ النساء آیت ۵۴ ؎ پ ۲ البقرہ آیت ۲۴۷

يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ[1]

کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس تابوت آئے گا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی بادشاہی کا ذکر

آیت نمبر ۵ :

وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ[2]

داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ نے اُسے (داؤد کو) ملک عطا فرمایا۔

آیت نمبر ۶ :

وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ[3]

ہم نے اُس (داؤد) کی سلطنت کو مضبوط کیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی کا ذکر

آیت نمبر ۷ :

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّن بَعْدِي إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ۝ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ[4]

سلیمان نے عرض کی کہ اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما کہ جیسی میرے بعد کسی کو نہ ملے بیشک تو بہت زیادہ بخشش کرنیوالا

---

[1] پ۲ بقرہ آیت ۲۴۸ [2] پ۲ البقرہ آیت ۲۵۱ [3] پ۲۳ ص آیت ۲۰ [4] سورہ ص آیت ۳۵ - ۳۶

ہے پس ہم نے ہوا اس کے تابع کر دی کہ اُس کے حکم سے چلتی تھی۔

آیت نمبر ۸:

هٰذَا عَطَاۤؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ[1] — یہ ہماری عطا ہے اب چاہے تو احسان کرے یا روک کر تجھ پر کوئی حساب نہیں۔

نوٹ:۔ اس آیت نمبر ۸ سے ثابت ہوا کہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنا ملک عطا فرماتا ہے وہ اپنے عطائی ملک میں با اختیار ہوتا ہے بے اختیار نہیں ہوتا جیسا کہ مودودی صاحب کا گمان ہے کہ

"خدا کی سلطنت میں سب بے اختیار رعیت ہیں خواہ وہ فرشتے ہوں یا انبیاء و اولیاء"

آیت نمبر ۹:

فَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ[2] — اور پیچھے لگے اس کے جو شیاطین پڑھتے تھے سلیمان کی سلطنت کے زمانے میں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی بادشاہی کا ذکر

آیت نمبر ۱: رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ — اے میرے رب بے شک تو

---

[1] پ۲۳ ص آیت ۳۹ [2] پ۱ البقرہ، آیت نمبر ۱۰۲

مِنَ الْمُلْكِ[1] تو نے مجھے ملک عطا کیا ہے۔

قرآن مجید کی یہ دس آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ مالک الملک ہے۔ اپنے بندوں کو ملک عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ مالک الملک با اختیار ہے لہذا جسے وہ ملک عطا کرتا ہے اسے اختیار بھی دیتا ہے۔ بے اختیار تو مالک ہی بےکار ہے۔

یہ تو انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر تھا

اب ولی اللہ کا اختیار ملاحظہ ہو

حضرت سکندر ذوالقرنین کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اس کا سامنا ایک ایسی قوم سے ہوا جو بالکل وحشی اور برہنہ تھی" تو ہم نے کہا۔

آیت نمبر ۱۱

قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَ اِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا[2]

ہم نے فرمایا! اے ذی القرنین ہم نے تجھے اختیار دیا ہے چاہے تو ان کو عذاب دے چاہے ان سے حسن سلوک کر۔

[1] پ ۱۳، یوسف، آیت ۱۰۱

[2] پ ۱۶، الکھف، آیت ۸۶

مودودی صاحب نے کلمہ طیبہ کے جو لوازمات بیان کئے ہیں ان پر یقین رکھتے ہوئے قرآن کریم کی صریح آیات کا انکار لازم آتا ہے۔ اگر قرآن مجید پر یقین رکھا جائے تو مودودی کے بیان کردہ لوازماتِ کلمہ کا انکار ضروری ہے۔

لیکن مودودی صاحب کو تو اپنے بیان کردہ من گھڑت لوازمات کلمہ طیبہ کا اس قدر التزام ہے کہ وہ ان کے اقرار کئے بغیر کسی کو "جماعت اسلامی" کی رکنیت ہی نہیں بخشتے۔

مودودی صاحب لکھتے ہیں:

"ہر وہ شخص خواہ وہ عورت ہو یا مرد خواہ وہ کسی قوم یا نسل سے تعلق رکھتا ہو خواہ وہ دنیا کے کسی حصے کا باشندہ ہو جو عقیدہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو اس کے پورے مفہوم[1] کے ساتھ سمجھ کر شہادت دے کہ یہی اس کا عقیدہ ہے وہ جماعت اسلامی کا رکن ہو سکتا ہے اس شہادت کے علاوہ (رسوا) اس جماعت میں داخل ہونے کی کوئی شرط نہیں ہے۔

[1] جو اس کتاب کے شروع میں صفحہ ۵ پر لکھا گیا ہے۔

اس جماعت میں کوئی شخص محض اس مفروضہ پر شامل نہیں ہو سکتا کہ جب وہ مسلمان گھر میں پیدا ہوا ہے اور اس کا نام مسلمانوں کا سا ہے تو ضرور مسلمان ہوگا اسی طرح کوئی شخص کلمہ طیبہ کے الفاظ کو بے سمجھے بُوجھے محض زبان سے ادا کر کے بھی اس جماعت میں نہیں آسکتا۔

اس دائرے میں آنے کے لیے شرط لازم یہ ہے کہ آدمی کو کلمہ طیبہ کے معنی اور مفہوم کا علم ہو وہ جانتا ہو کہ اس کلمہ میں نفی کس چیز کی ہے اور اثبات کس چیز کا اور اس نفی اور اثبات کی شہادت دینے سے اس پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور یہ شہادت اس کے طرزِ خیال اور طرزِ زندگی میں کس قسم کے تغیر کا تقاضا کرتی ہے۔ یہ سب کچھ جاننے اور سمجھنے کے بعد جو شخص اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے کی جرأت کرے وہی جماعت اسلامی میں داخل ہو سکتا ہے۔ **خواہ وہ پیدائشی غیر مسلم ہو اور ابتدا یہ شہادت ادا کرے یا پیدائشی مسلمان ہو اور از سرِ نو ایمان لائے۔**[1]

مودودی صاحب کی جس عبارت پر ہم نے خط کھینچا ہے وہ خوب قابلِ غور ہے جس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ

جماعت اسلامی میں داخل ہونے سے

---

[1] ترجمان القرآن ربیع الاول ۱۳۶۰ھ جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۲۴

پہلے پیدائشی مسلمان بھی بے ایمان ہی ہوتا ہے اور ازسرِ نو ایمان لاکر جماعت کی رُکنیّت اختیار کرسکتا ہے۔

یہ ہیں جناب مودودی اور اُن کی "جماعت اسلامی"!

جو شخص بھی ذرا غور کے ساتھ اس رسالہ کا مطالعہ کرے گا اس پر یہ بات بالکل واضح ہوجائے گی کہ

جماعت اسلامی کی بنیاد قرآن و حدیث کے انکار پر رکھی گئی ہے۔

(وَمَا علینا الا البلاغ المبین)

(حصّہ دوم)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

قارئین کرام!

مودودی صاحب نے کلمہ طیبّہ کے پہلے جز لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی تشریح میں اپنے جو عقائد و نظریات لکھے ہیں اور ان کا پابند ہونا جماعت اسلامی کی رُکنیت کے لیے شرط رکھا ہے ان عقائد اور نظریات کی تردید از روئے قرآن و حدیث آپ حضرات کی خدمت میں بصورتِ رسالہ بنام

جماعت اسلامی کے دستور کا تنقیدی جائزہ

(حصّہ اوّل)

پیش کی جا چکی ہے جس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ "جماعت اسلامی" عقائد اور نظریات میں "ابن عبدالوھاب نجدی" اور "اسماعیل دھلوی" (صاحبِ تقویت الایمان) کی پیروکار ہے۔

کلمہ طیبہ کے دوسرے جز یعنی

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

کا جو مطلب اور مفہوم مودودی صاحب نے بیان کیا ہے اس میں سب سے زور دار اور آخری بات یہ ہے کہ

۱۔ رسولؐ خدا کے سوا کسی کو معیار حق نہ بنائے۔
۲۔ کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے۔
۳۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔[1]

مودودی صاحب نے مذکورہ بالا تینوں جملوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے میں داخل کیا ہے گویا کہ ان مذکورہ باتوں پر ایمان نہ رکھنے والا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ہی منکر ہے۔

لیکن میں کہتا ہوں کہ ان مذکورہ باتوں پر یقین رکھنے والا قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی منکر ہے۔

دلائل ملاحظہ فرمائیے:

اللہ تعالیٰ نے ہر نمازی کو حکم دیا ہے کہ عین حالت نماز میں میرے حضور یہ عرض کر۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ[2]

ترجمہ: (اے اللہ) ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ راستہ اُن (لوگوں) کا جن پر تیرا انعام ہوا۔

---

[1] دستور جماعت اسلامی ترجمان القرآن۔ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ ص۱۹ [2] سورہ فاتحہ

اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعام والے لوگ، صرف رسول ہی ہیں یا کوئی اور بھی؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۔ [1]

ترجمہ : اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین پر۔

قرآن کریم کی نص قطعی سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اس بات کا مکلف کیا ہے کہ انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین کی راہ پر نہ صرف کوشش ہی کریں بلکہ ان ہی لوگوں کے راستہ پر گامزن ہوں۔

اب ہمیں حق ہے کہ جماعت مودودیہ سے پوچھیں کہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اگر معیارِ حق نہیں تو ان کے راستے پر چلنے کا حکم کیوں؟ اگر معیارِ حق ہیں تو تنقید سے بالاتر کیوں نہیں۔

یقیناً یہ چاروں قسم کے افراد معیارِ حق ہیں اور تنقید سے بالاتر ہیں۔

باقی رہا مودودی صاحب کا یہ کہنا کہ :

"کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو"

---

[1] سورۃ النساء آیت : ۶۹

میں کہتا ہوں کہ جب تک دل و دماغ کسی کے غلام نہ ہوں اعضا اس کی غلامی تسلیم ہی نہیں کرتے لہٰذا مودودی صاحب نے رسالت پر ایمان لانے کی جو تشریح کی ہے اس کی حیثیت کوڑا کرکٹ سے زیادہ کچھ بھی نہیں اور اس تشریح کو کلمہ طیبہ کے مفہوم سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔

اسی لیے مودودی صاحب نے اپنی اس من گھڑت تشریح کو عملی جامہ پہناتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر اولیاءؒ و مجددین کو ہدفِ تنقید بنایا ہے۔

مودودی صاحب کی کتاب "خلافت و ملوکیت" پوری کی پوری خلفائے راشدینؓ اور دیگر صحابہ پر تنقید ہے اور دیگر اولیاءؒ و مجددین اپنی کتاب "تجدید و احیائے دین" میں تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

دلائل ملاحظہ ہوں اس بات پر کہ صحابہ کرام بالخصوص خلفاء اربعہ معیارِ حق اور تنقید سے بالاتر ہیں۔

آیت نمبر ۱:

اللہ تعالیٰ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماتا ہے:

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا [۱]

ترجمہ: اگر لوگ تمہاری مثل ایمان لائیں تو ہدایت یافتہ ہونگے۔

---

[۱] البقرۃ آیت ۱۳۷

صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرام معیاری ایماندار ہیں جب اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو معیاری انسان قرار دیا ہے تو تنقید سے بالاتر بھی ثابت ہوئے۔

آیت نمبر ۲ :

إِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ [1]

ترجمہ : جب کہا جاتا ہے کہ تم ایسا ایمان لاؤ جیسا دیگر انسان (صحابہ کرام) ایمان لائے ہیں۔

یہ دوسری دلیل قطعی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معیاری انسان اور تنقید سے بالاتر ہونے کی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معیاری انسان اور تنقید سے بالاتر ہونے کی تیسری دلیل قرآنی۔

آیت نمبر ۳ :

السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ۔ [2]

ترجمہ : مہاجرین اور انصار جو ایمان لانے میں سب سے مقدم ہیں اور جو عقائد اور اعمال میں ان کے تابع ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔

---

[1] البقرہ آیت ۱۳ [2] التوبہ آیت ۱۰۰

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ مہاجرین اور انصار صحابہ اور جو لوگ ان کے تابع ہیں ان سب کو رضائے الٰہی کی سند حاصل ہے اب کون ایماندار ہے جو ان پاکیزہ نفوس کو معیارِ حق اور تنقید سے بالاتر نہ سمجھے کیونکہ اگر یہ لوگ معیارِ حق نہ ہوتے اور تنقید سے بالاتر نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی رضا انہیں حاصل نہ ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پہلے سے ہی یہ خبر دے دی تھی کہ جس طرح صحابہ کرام کا ہر فعل اور قول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں رضائے الٰہی کے لیے ہے اسی طرح نبی کریم کی حیاتِ ظاہرہ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف کوئی کام نہیں کریں گے۔

دلیل ملاحظہ ہو۔

آیت نمبر ۴:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ[1]

ترجمہ: (مہاجرین) وہ لوگ ہیں اگر ہم ان کو زمین میں سلطنت عطا فرمائیں تو یہ نماز قائم کرنے والے زکوٰۃ ادا کرنے والے بھلائی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے والے ہوں گے۔

بلکہ خلفائے راشدین اور ان کے معاونین سے تا زندگی کوئی برائی سرزد نہ ہوگی۔

---

[1] الحج آیت نمبر ۴۱

آیت نمبر ۵:

وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیۡکُمُ الۡاِیۡمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ وَکَرَّہَ اِلَیۡکُمُ الۡکُفۡرَ وَالۡفُسُوۡقَ وَالۡعِصۡیَانَ [1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ایمان کی محبّت تمہارے دلوں میں ڈالی ہے اور تمہارے دلوں کو ایمان سے مُزیّن کیا ہے اور متنفّر کیا ہے تم کو کُفر، فسق اور عصیان سے۔

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ کوئی صحابی کفر، فسق اور نافرمانی کو پسند نہیں کر سکتا اس سے زیادہ معیار ہدایت اور تنقید سے بالاتری اور کیا ہوگی۔

ناظرین کرام! آپ یاد رکھیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم وہ عظیم شخصیتیں ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تنقید نہیں کی تو پھر چودھویں صدی کے سیاسی لیڈر کے پاس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تنقید کے جواز کی کون سی دلیل قرآنی اور حدیث نبوی ہے۔

چیلنج

مودودی صاحب اور اُن کے پورے جتھے کو چیلنج ہے کہ اگر

---

[1] حجرات آیت نمبر ۷

کوئی آیت یا کوئی ایک حدیث صحیح پیش کر دیں جس میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی خامیاں بیان کی ہوں تو سب سے پہلے بندہ راقم الحروف اپنے عقائد سے توبہ کر کے مودودی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرے گا۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ۔

فقیر راقم الحروف صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی تعریف میں ۲۰ آیاتِ قرآنیہ پیش کر سکتا ہے لیکن بخوف طوالت ان پانچ آیات پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

ایمان والو! قرآن مجید کے تو ایک لفظ کا انکار بھی کفر ہے۔

اب سنیئے: دین کی تجدید کرنے والے اولیاءُ اللہ کا مسئلہ۔

حدیث شریف:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَاْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ یُجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا[1]

ترجمہ: ابوہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے سرے پر اس اُمت کے لیے ایک ایسا انسان بھیجے گا جو دین کی تجدید کرے گا۔

---

[1] ابوداؤد شریف ص ۵۸۹

یہ حدیث شریف مسند حسن بن سفیان اور مسند بزار اور معجم اوسط طبرانی، کامل ابن عدی، مستدرک حاکم، حلیۃ ابو نعیم اور مدخل بیہقی میں بھی موجود ہے حاکم نے مستدرک میں اس کی تصحیح بھی کی ہے۔

اس حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت پر اللہ تعالیٰ کے ایک انعام کا ذکر فرمایا ہے کیونکہ اب سلسلہ نبوت ختم ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا ہے کہ ہر صدی کے آخر پہ ایک ایسے شخص کا پیدا فرمانا اپنے ذمہ لیا ہے کہ سَو سال میں دین کے اندر آئی ہوئی خرابیوں کا ازالہ کر کے دین کو پھر نئے سرے سے نکھار دے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پیدا ہونے والا مجدد کامل ہو گا یا ناقص؟ ہر ذی شعور انسان جانتا ہے کہ ناقص چیز کا احسان نہیں جتلایا جاتا ہے ہر صدی پر مجدّد کے آنے کا مقصد تبھی حاصل ہوسکتا ہے اور اس کا پورا پورا فائدہ تبھی ہو سکتا ہے کہ مجدّد کامل ہو اور تجدید دین بھی کامل کرے ورنہ مجدّد کا آنا ہی بیکار ہے لیکن مودودی صاحب ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے ہوئے تمام آنے والے مجدّدین پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کامل مجدّد کا مقام ابھی خالی ہے مودودی صاحب کا قول ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں:

"تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی مجدد کامل پیدا نہیں ہوا قریب تھا عمر بن عبدالعزیز اس منصب پر فائز ہو جاتے مگر وہ بھی کامیاب نہ ہو سکے ان کے بعد

جتنے مجدد پیدا ہوئے ان میں سے ہر ایک نے کسی خاص شعبہ یا چند شعبوں میں ہی کام کیا ہے مجدّد کامل کا مقام اب تک خالی ہے۔ [1]

حضرات! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں صد سالہ[2] مجدّد دین کی تجدید کرے گا اور مودودی صاحب کہتے ہیں کہ دین کی کامل تجدید کسی مجدّد سے نہ ہو سکی۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانا نہیں تو اور کیا ہے؟

عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ جن کو امت نے خلیفہ راشد کے لقب سے نوازا ہے اور اگر وہ بھی تجدید دین میں فیل ہو گئے تو اور کس کی مجال ہے کہ کامل مجدد ثابت ہو سکے ہم کو تو حیرانی ہے کہ جو شخص کامل طور پر تجدید دین نہ کر سکے وہ مجدّد کہلانے کا حقدار کیوں کر ہو سکتا ہے۔

اب ہم ان آئمہ دین کے اسماء گرامی کا ذکر کرتے ہیں جن کے مجدّد دین ہونے پر امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اتفاق ہے۔

مجدّد حضرات کی فہرست

پہلی صدی کے مجدّد بالاتفاق حضرت عمر بن عبد العزیز ہیں۔

دوسری صدی کے مجدد:۔ بالاتفاق حضرت امام

---

[1] تجدید واحیائے دین ص۳۱

[2] صد سالہ مجدد سے مراد سو سال بعد آنے والا مجدّد ہے۔ (ادارہ)

شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

تیسری صدی کے مجدّد : قاضی ابوالعباس ابن شریح شافعی اور ابوالحسن اشعری اور محمد بن جریر طبری رضی اللہ عنہم ہیں۔

چوتھی صدی کے مجدّد :۔ ابوبکر بن باقلانی ابوطیب صعلوکی ہیں۔

پانچویں صدی کے مجدّد : حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

چھٹی صدی کے مجدّد : امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

ساتویں صدی کے مجدّد : تقی الدین بن دقیق العید ہیں۔

آٹھویں صدی کے مجدّد : زین الدین عراقی، شمس الدین جزری اور سراج الدین بلقینی مانے گئے ہیں۔

نویں صدی کے مجدّد : جلال الملۃ والدین حافظ عبدالرحمٰن سیوطی ہیں۔

دسویں صدی کے مجدّد : شہاب الدین رملی اور علی بن سلطان قاری مکیؔ ہیں [1]

اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مجدّد دین بھی معیارِ حق اور تنقید سے بالاتر ہوتا ہے اسلئے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجدد کے لقب سے نوازیں اس شخص کو ہدفِ تنقید بنانا تخریبِ دین کے مترادف ہے۔

---

[1] از مجموعہ فتاویٰ للفاضل لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۱۲۱

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عترتِ پاک بھی معیارِ حق اور تنقید سے بالاتر ہے۔

آیت نمبر ۱

قُلْ لَّاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى [۱]

ترجمہ: (تم فرماؤ) میں اس (تبلیغ رسالت اور ارشاد و ہدایت) پر تم سے کچھ اُجرت نہیں مانگتا۔ مگر قرابت کی محبّت۔

جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ قربٰی سے مراد آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں [۲]

امام اہلِ سنّت حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی المتوفی ۷۱۰ھ فرماتے ہیں کہ جب اس آیت مبارکہ کا نزول ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ وہ قرابت دار کون سے ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے آپ نے فرمایا علی، فاطمہ ان دونوں کی اولاد [۳]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے قول سے ثابت ہوا کہ آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمانداروں پر واجب ہے۔

---

[۱] شوریٰ آیت نمبر ۲۳ [۲] بخاری جلد ۱ ص ۱۳۳ [۳] تفسیر مدارک شریف جلد ۴ ص ۳۹۵

اب ناظرین خود فیصلہ فرمائیں کہ عیوب و نقائص کے حامل افراد کی محبت واجب ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں لہٰذا جن پاکیزہ نفوس کی محبت اللہ تعالیٰ نے واجب فرمائی ہے وہ معیارِ حق بھی ہیں اور تنقید سے بالاتر بھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اپنی آل کی تعریف

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حج میں عرفہ کے دن دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار خطبہ فرما رہے تھے۔ میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا:

اے لوگو! میں نے تم میں وہ چیز چھوڑ دی ہے کہ اگر تم اسے پکڑے رکھو گے (تو) ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب اللہ (قرآن) اور میری عترت (اہل بیت) [۱]

اس کے مثل ایک دوسری حدیث شریف بھی اس صفحہ پر موجود ہے اس حدیث کے راوی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ دونوں صاحب ایک ہی حدیث کے راوی نہیں بلکہ زید بن ارقم والی حدیث کسی اور موقعہ کی ہے۔

دسویں صدی ہجری کے مجدد علی بن سلطان قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

---

[۱] مشکوٰۃ شریف عربی ص ۵۶۹

اہل بیت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسلِ پاک ہے اور
ان کو پکڑنے سے یہ مراد ہے کہ ایمان والے ان سے محبت رکھیں
ان کی حرمت کی حفاظت کریں ان کی روایات پر عمل کریں اور ان
کے اقوال پر اعتماد رکھیں۔

علی قاری علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آل پاک کی اطاعت کو مطلق رکھا
ہے اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو صحیح معنوں میں اور
حقیقتاً آپ کی نسل سے ہوگا اس کے عقائد اور اعمال شریعت اور طریقت
کے عین مطابق ہوں گے۔[1]

امام اہلِ سنت، مجدد دین وملت علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے
یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت پاک کا کوئی
فرد تاقیامت بد دین اور گمراہ نہ ہوگا اور یہ بات علی قاری نے اپنی طرف
سے نہیں فرمائی بلکہ فرمان رسول ہی سے اخذ کی ہے کہ جب آل پاک
(علی جدہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) سے اتباع کا رشتہ رکھنے والا گمراہ نہ
ہوگا تو آلِ پاک کیسے گمراہ ہوسکتی ہے اس بات میں شیعہ محققین نے بھی
اہلِ سنت سے موافقت کی ہے۔

ابو القاسم الرضوی القمی (شیعہ) لکھتا ہے کہ:

---

[1] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ عربی جلد ۱۱ صفحہ ۳۸۵ مطبوعہ ملتان

نطفہ نبی و علی و شیر طاہر صدیقہ
کبریٰ (فاطمہ) خاصیت واثرے عظیم
دارد کہ آں طفل بر کفر و نفاق اصلاً
میرد۔ اگر فی الحقیقت از نطفہ آنہا
باشد و اِلّا فلاَ۔ تَاَمَّلْ و تَعَقَّلْ [1]

ترجمہ: نبی اور علی کا نطفہ اور فاطمہ کا دودھ ایسا
اثرِ عظیم رکھتا ہے کہ ان کا بچّہ کفر و نفاق
پر نہیں مرتا لیکن یہ بات جب ہے کہ
ان ہی کے نطفے سے ہو اگر ایسا نہیں تو
اس بچّہ کی یہ شان نہیں پس اے انسان
سوچ اور سمجھ لے

پس بالتفاق فریقین ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کا کوئی فرد کافر و بددین و گمراہ نہیں ہو سکتا لہٰذا جو بددین گمراہ ہو کر سید و آل رسول کہلاتا ہے وہ جھوٹا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک کا معیار حق اور تنقید سے بالاتر ہونا

ایک دن حضرت ابوذر غفاری نے خانہ کعبہ کے دروازے کو

---

[1] السادۃ فی السیادۃ السادۃ ص۱۵

پکڑے ہوئے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ فرماتے تھے لوگو! خوب سُن لو۔ تمہارے اندر میرے اہلِ بیت کی مثال ایسی ہے کہ جیسا کشتیِ نوح علیہ السلام پس جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو ان سے دور ہٹا وہ ہلاک ہوا۔[1]

مودودی صاحب اور ان کا پورا جتھہ (گروہ) ہم کو اس بات کا جواب دے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کی محبت اور اطاعت کی کشتی میں سوار ہونا باعثِ نجات ہے اور اہلِ بیت اطہار تو ایمان والوں کے نجات دہندہ ہیں (بقول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اور تم لوگ انہیں معیارِ حق تسلیم نہ کرو اور اس نجات دہندہ کشتی پر تنقید جائز رکھتے ہوئے ان سے دُور رہو تو تمہیں سوائے ہلاکت کے اور کیا نصیب ہوگا؟ اگر تم کہو کہ اس نجات دہندہ کشتی سے دور رہ کر ہم نجات حاصل کرلیں گے تو یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سراسر تکذیب ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ اس کشتی سے دور رہنے والا یقیناً ہلاک ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آلِ پاک اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے علاوہ دیگر اولیاء اللہ بھی معیارِ حق اور تنقید سے بالاتر ہیں۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف عربی ص ۵۲۳ بحوالہ مسند امام احمد بن حنبل

اگرچہ اولیاء اللہ کا معیارِ حق اور تنقید سے بالاتر ہونا اول کتاب[1] میں بیان ہو چکا ہے لیکن اس مقام پر بالخصوص اولیائے کرام کی عظمت پر دلائل قائم کئے جاتے ہیں۔

آیت نمبر ۱: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝[2]

ترجمہ: خبردار بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے نہ ہی وہ غمگین ہوتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کی تعریف میں یہ فرما کر ولی اللہ وہی ہوتا ہے جس کے عقائد اور اعمال قرآن و سنّت کے مطابق ہوں ولی اللہ کی خوب پہچان کرا دی ہے لہٰذا ولی کی پہچان خرق عادت کام کر کے دکھانا نہیں بلکہ وہ عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ کا مجسّمہ ہوتا ہے۔

لہٰذا اگر زندہ انسان کی ولایت کو جانچنا ہو تو اس کے عقائد اور اعمال کو قرآن و حدیث پر جانچ لو اگر اس کے عقائد و اعمال قرآن و حدیث کے خلاف ہوں تو اس کے بددین اور فاسق ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

اگر کسی ایسے انسان کی ولایت کے متعلق معلوم کرنا ہو جو دُنیا سے

---

[1] حصّہ دوم کے شروع میں صفحہ نمبر ۲۸-۲۷ کی طرف اشارہ ہے (ادارہ) [2] یونس آیت ۶۲

رخصت ہوچکا ہے تو اس کی پہچان اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمائی ہے۔

آیت نمبر۲:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔[۱]

ترجمہ: بے شک جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے اللہ تعالیٰ ان کے لیے محبت پیدا کردے گا۔

لہذا عامۃ الناس کے دلوں میں کسی سے محبت کرنا اس کے مومن صالح (ولی اللہ) ہونے کی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ایمان دار لوگوں کے دلوں میں اپنے دوست کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ

حدیث: ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو فرماتا ہے کہ بیشک فلاں میرا دوست ہے تو بھی اس سے محبت رکھ پھر جبریل علیہ السلام آسمانوں میں اس کی محبت کا اعلان کرتے ہیں اس کے بعد ان انسانوں کی محبت اہل زمین پر اتاری جاتی ہیں۔[۲]

[۱] مریم آیت نمبر ۹۶ [۲] در منثور جلد نمبر ۴ صفحہ ۲۸۷ بحوالہ مسند عبد بن حمید

بخاری مسلم، ترمذی ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات یعنی آٹھ محدث اس حدیث شریف کی تخریج کرنے والے ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ صحیح العقیدہ عوام جسے اللہ کا ولی کہیں اس کے ولی ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

اب مودودی جتھہ (گروہ) سے دریافت کیا جائے کہ جو فرد اللہ تعالیٰ اور زمین وآسمان کی مخلوق کا محبوب ہو کیا وہ معیارِ حق نہیں؟ کیا اس پر تنقید جائز ہے۔

ناظرین کرام:۔ ان چند اوراق میں بندہ نے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ صحابہ کرام، اہل بیت اطہار اور دیگر اولیاء جن کی ولایت شہرت یافتہ ہے یہ سب کے سب اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب و مقبول افراد ہیں لہٰذا ان برگزیدہ بندوں پر تنقید کرنا، اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید کرنا ہے ایسا شخص[1] اپنے انجام کا فیصلہ خود ہی کرلے۔

اگر مودودی صاحب اور ان کا جتھہ خود کو حق پر سمجھتا ہے اور ان کو قرآن وحدیث پر عبور بھی ہے تو ہماری تحریر کا جواب از روئے قرآن و حدیث تحریر کرکے شائع کریں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ۔

---

[1] جو اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ ہستیوں پر تنقید کرنا جائز سمجھتا ہو۔

الرَّدُّ علی الغَبِی
فِی
ظُهُورِ الاِمَامِ المَهدِیْ

اِس رسالہ میں قادیانیوں کے تازہ ترین رسالہ "ظہور امام مہدی" کا دندان شکن جواب اور بعض اُن لوگوں کی بھی تردید ہے جو مودُودی کو مہدی یقین کرتے ہیں۔

—— از قلم ——

امام المناظرین حضرت مولانا صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

○

—— الناشر ——

ادارۂ اشاعت العلوم ○ وسن پورہ، لاہور (پاکستان)